ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

شاہد ذکی کی شاعری میں تشکیک کے عناصر

(THE ELEMENTS OF SKEPTICISM IN THE POETRY OF SHAHID ZAKI)

محمد اویس،

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ لسانیات وادبیات (اردو)، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور، پاکستان

ڈاکٹر تحسین بی بی،

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ لسانیات وادبیات (اردو)، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور، پاکستان

Abstract

shahid zaki's poetry often reflects elements of skepticism, questioning established beliefs, religious certainties, and human understanding of time, existence, and divinity. Through his verses, he explores the ambiguity of reality and the limits of human perception, creating a reflective space where doubts about God, truth, and life's purpose emerge. His work embodies philosophical and existential skepticism, encouraging readers to confront uncertainties and rethink accepted notions.

کلیدی الفاظ:

وجودی کرب، سائنسی حقائق، مابعد الطبیعیاتی، مذہبی اظہار، روحانیت، کائنات، سچ کی تلاش، تقلید، جمود،

سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے شاہد ذکی دورِ حاضر کے اہم شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری میں جدید انسان کے داخلی کرب، سماجی بے چینی، تنہائی، محبت اور فکری اضطراب کی جھلک نمایاں نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں سادہ مگر پُر اثر اسلوب اختیار کیا جس کے باعث ان کے اشعار قاری کے دل پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔

شاہد ذکی اپنی شاعری میں محض جذباتی اظہار تک محدود نہیں رہتے بلکہ انسان، معاشرہ، محبت، اقدار اور وجود کے بارے میں گہرے فکری سوالات اٹھاتے ہیں۔ ان کے اشعار میں اکثر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر اپنے گرد موجود حقیقتوں پر مکمل اعتماد نہیں کر پاتا۔ یہی عدمِ اعتماد اور فکری بے یقینی ان کی شاعری کو تشکیکی رنگ عطا کرتی ہے۔

جدید زندگی کے انتشار، انسانی تنہائی اور اقدار کے زوال نے ان کے شعری شعور کو اس نہج تک پہنچایا جہاں ہر مسلمہ حقیقت قابلِ سوال بن جاتی ہے۔ چنانچہ ان کی شاعری میں تشکیک محض فلسفیانہ رویہ نہیں بلکہ عہدِ حاضر کے انسان کی نفسیاتی اور سماجی کیفیت کے طور پر سامنے آتی ہے۔

خورشید رضوی ان کی شاعری کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"سِفال میں آگ روشن کرنا، راکھ سے خود کو ایجاد کرنا اور دھوئیں سے دھنک اٹھانا شاہد ذکی کا مستقل رجحان ہے۔ غزل کے جادۂ پامال پر کامیابی سے اپنا نقش ابھار کر اس نے اپنی تخلیقی توانائی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ "عہدِ زنگ خوردہ" میں آئینے کا طلبگار ہے اور معدوم کو موجود سے بہتر بنانا چاہتا ہے۔" (1)

ان کی شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر وقار خان لکھتے ہیں۔

"شاہد ذکی کی شاعری میں فطری بے اطمینانی اور نارسائی کا احساس, الفاظ سے لگاؤ اور ان الفاظ کے معانی کا احترام اور اس وسعت کی علامتی حیثیت کی تصدیق اور اظہار کے وسیع المعنی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی کائنات اور باہر کی کائنات سے بھی باہر کے اسرار کی تلاش اور اسراری فضانہ صرف اسے بلکہ اس کی تخلیق کو بھی اپنے سحر میں گم رکھتی ہے" 2

اسی طرح ساحل سلہری اپنے ایک مضمون بعنوان "معاصر اردو غزل میں شاہد ذکی کی تازہ کاری" میں لکھتے ہیں:

"شاہد ذکی نے اپنی غزلوں میں جابجا تازی کاری کی ہے۔ انھوں نے معاصر اردو غزل کو نئے راستوں اور امکانات کی طرف گامزن کر دیا ہے۔ ان کی شاعری میں تازہ کاری کا تسلسل دیکھنے کو ملتا ہے۔ وہ محض مصرعے میں پہلو تراشی نہیں کرتے بل کہ پرانی اور دہرائی گئی باتیں نئے انداز اور نئے مفاہیم کے تناظر میں کرتے ہیں۔ ان کی غزل جدید رنگ وآہنگ کی آئینہ دار ہے۔ جس غزل کو بھی پڑھیں اسی سے تازہ کاری کی خوشبو آتی ہے۔ انھوں نے نئے مضامین نئے انداز سے باندھے ہیں۔" 3

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

شاہد ذکی کی شاعری روایتی موضوعات سے ہٹ کر ایک گہرے فکری شعور کی عکاس ہے، جس میں تشکیک(Skepticism)اور سوال اٹھانے کا عنصر نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ وہ کائنات، وجود، اور مسلمہ سماجی رویوں کو من و عن قبول کرنے کے بجائے ان کی حقیقت پر سوالیہ نشان لگاتے ہیں۔ ان کی شاعری میں یہ تشکیک کسی منفی مائوسی یا قنوطیت کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی تخلیقی بے چینی ہے جو انہیں جمود کو توڑنے اور سچائی کی تہیں تلاش کرنے پر اکساتی ہے۔ شاعر ایک ایسے دور میں جہاں فکری زوال اور دھندلاہٹ ہو، وہاں وہ حقیقت کا عکس (آئینہ) دیکھنے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ وہ موجودہ مادی یا روایتی حقائق سے مطمئن نہیں ہوتے، بلکہ "معدوم کو موجود سے بہتر بنانے "کی خواہش میں مسلسل تشکیک اور جستجو کے عمل سے گزرتے ہیں، جو ان کے کلام کو ایک منفرد اور گہرا فلسفیانہ رنگ عطا کرتا ہے۔

کس کمائی کے لیے خاک پہ بھیجا ہے مجھے
اے خدا کیا ترے فردوسِ فلک میں کم ہے(4)

یہ شعر وجودی اور فکری تشکیک کا نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ شاعر یہاں انسان کی تخلیق، مقصدِ حیات اور جنت کے تصور پر سوال اٹھاتا دکھائی دیتا ہے۔
شاعر خدا سے سوال کرتا ہے کہ انسان کو دنیا میں بھیجنے کا اصل مقصد کیا ہے۔ "کس کمائی کے لیے" میں انسانی زندگی کی معنویت مشکوک بن جاتی ہے۔ گویا شاعر اس بات پر متردد ہے کہ دنیاوی جدوجہد آخر کیوں ضروری ہے۔
دوسرے مصرعے میں شاعر پوچھتا ہے کہ اگر فردوسِ فلک (جنت) موجود ہے تو پھر انسان کو خاکی دنیا میں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ سوال روایتی مذہبی تصور پر ایک فکری تشکیک پیدا کرتا ہے۔
دونوں مصرعے سوالیہ انداز رکھتے ہیں۔ یہ استفہام محض معلومات حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ فکری بے یقینی اور ذہنی انتشار کو ظاہر کرنے کے لیے ہے، جو تشکیکی شاعری کی اہم علامت ہے۔
یوں یہ شعر مذہبی، فلسفیانہ اور وجودی سطح پر تشکیک کی فضا قائم کرتا ہے اور انسان کے مقدر و مقصد کے بارے میں سوالات اٹھاتا ہے۔

غلط نہیں تھا غلط کر دیا گیا ہے مجھے
بدل بدل کے مقدر دیا گیا ہے مجھے(5)

یہ شعر سماجی، نفسیاتی اور وجودی تشکیک کی عمدہ مثال ہے۔ شاعر اپنی ذات، تقدیر اور معاشرتی رویّوں کے بارے میں شکوک و اضطراب کا اظہار کرتا ہے۔
شاعر کہتا ہے کہ وہ فطری طور پر غلط نہیں تھا بلکہ اسے "غلط" بنا دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر اپنی اصل شناخت اور معاشرے کے فیصلوں کے درمیان تضاد محسوس کرتا ہے۔ یہاں انسان اپنی ذات کے بارے میں غیر یقینی کیفیت میں مبتلا دکھائی دیتا ہے۔
"غلط کر دیا گیا ہے" میں یہ احساس نمایاں ہے کہ سماج، حالات یا طاقت ور قوتیں انسان کی شخصیت کو مسخ کر دیتی ہیں۔ شاعر سماجی اقدار اور فیصلوں کی صداقت پر تشکیک کرتا ہے۔
دوسرے مصرعے میں "بدل بدل کے مقدر" کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شاعر اپنی قسمت کے استحکام پر یقین نہیں رکھتا۔ اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کی تقدیر مسلسل دوسروں کے ہاتھوں تبدیل کی جاتی رہی ہے۔ یہ تقدیر کے روایتی اور قطعی تصور پر سوال اٹھاتا ہے۔ شعر میں خود اعتمادی اور شناخت کا بحران بھی موجود ہے۔ شاعر اپنی اصل حقیقت اور دنیا کے دیے ہوئے "غلط" تعارف کے درمیان الجھا ہوا ہے، جو نفسیاتی تشکیک کی علامت ہے۔
یوں یہ شعر انسان کی شناخت، سماجی فیصلوں اور تقدیر کے تصور پر سوال اٹھاتے ہوئے تشکیکی فکر کو نمایاں کرتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یا تری قدرتِ کامل ڈے ورا ہے مراد کھ

6یا مرے دل سے دعا اور طرف جاتی ہے

اس شعر میں شاعر نے اپنی دعا کی عدمِ قبولیت اور اپنے دکھ کی شدت کے حوالے سے ایک گہری فکری اور روحانی تشکیک کا اظہار کیا ہے۔
شاعر یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اگر خدا کی قدرت کامل ہے تو پھر اس کا دکھ کیوں ختم نہیں ہو رہا۔ یہاں شاعر براہِ راست انکار نہیں کرتا بلکہ سوالیہ انداز میں شک اور حیرت کو پیش کرتا ہے، جو تشکیک کی نمایاں صورت ہے۔ دوسرے مصرعے میں شاعر کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس کی دعائیں خدا تک پہنچ ہی نہیں رہیں بلکہ "اور طرف" جا رہی ہیں۔ یہ احساس دعا کی تاثیر اور قبولیت کے متعلق ذہنی اضطراب کو ظاہر کرتا ہے۔ شعر میں ایک ایسی داخلی کشمکش موجود ہے جس میں شاعر یقین اور عدمِ یقین کے درمیان معلق دکھائی دیتا ہے۔ وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچتا بلکہ امکانات بیان کرتا ہے، اور یہی کیفیت تشکیک کی بنیاد بنتی ہے۔ شاعر کا دکھ صرف ذاتی نہیں بلکہ ایک فکری سوال بن جاتا ہے کہ اگر دعا، قدرت اور رحمت موجود ہیں تو پھر انسان محرومی اور اذیت کا شکار کیوں ہے۔ یہ وجودی نوعیت کی تشکیک ہے۔

جب بھی تشکیک میں ایماں کی جھلک دیکھتا ہوں

اپنے ایمان میں تشکیک نظر آتی ہے(7)

اس شعر میں شاعر نے ایمان اور تشکیک کے باہمی تعلق کو نہایت گہرائی سے بیان کیا ہے۔ شاعر کو اپنے ایمان میں مکمل یقین محسوس نہیں ہوتا بلکہ اس میں بھی شک کی آمیزش دکھائی دیتی ہے۔
شاعر جب تشکیک میں ایمان کی جھلک دیکھتا ہے تو اس کے برعکس اپنے ایمان میں تشکیک محسوس کرتا ہے۔ یہ داخلی فکری تضاد تشکیک کی نمایاں علامت ہے۔ شعر انسان کے اندر یقین اور شک کے درمیان جاری ذہنی و روحانی کشمکش کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعر ایمان کو جامد حقیقت نہیں بلکہ ایک سوالیہ اور متغیر کیفیت کے طور پر پیش کرتا ہے، جو فکری تشکیک کی صورت ہے۔

دوسری بار مقدر نہیں لکھا جاتا

جس طرح لکھے ہوئے پر نہیں لکھا جاتا(8)

شاعر تقدیر کے اٹل اور ناقابلِ تبدیلی ہونے کے تصور کو بیان کرتے ہوئے انسانی اختیار کے بارے میں تشکیکی کیفیت پیدا کرتا ہے۔
شعر میں یہ احساس نمایاں ہے کہ انسان اپنی قسمت بدلنے کی قدرت نہیں رکھتا، جو وجودی تشکیک کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعر تقدیر کو حتمی مانتے ہوئے بھی ایک فکری اضطراب پیدا کرتا ہے کہ اگر سب کچھ پہلے سے لکھا جا چکا ہے تو انسانی کوشش کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ شعر جبر و اختیار کے فلسفیانہ مسئلے کو چھیڑتا ہے، جو تشکیک کی ایک اہم فکری جہت ہے۔

جگہ کہاں ترے اثبات کے لیے مجھ میں

میں اپنی ذات کے انکار سے بھرا ہوا ہوں(9)

شاعر اپنی ہی ہستی اور شناخت کے بارے میں شک و انکار کا شکار ہے، جو داخلی تشکیک کو ظاہر کرتا ہے۔
شعر میں انسان کی باطنی شکستگی اور اپنی ذات کے معنی کھو دینے کا احساس موجود ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

شاعر کہتا ہے کہ جب وہ خود اپنی ذات کا منکر ہے تو کسی دوسرے کے اثبات کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ فکری تضاد تشکیک کی علامت ہے۔ شعر میں خود اعتمادی، شناخت اور وجود کے متعلق ذہنی انتشار نمایاں ہے، جو نفسیاتی و وجودی تشکیک کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

پس روح سچ ہے باقی کہانی فریب ہے
جو کچھ بھی ہے زمینی زمانی فریب ہے(10)

شاعر دنیا کی ظاہری اور مادی حقیقتوں کو فریب قرار دے کر ان کی سچائی پر شک ظاہر کرتا ہے۔
شعر میں روح کو اصل حقیقت اور باقی دنیا کو دھوکا کہا گیا ہے، جو روحانی و فلسفیانہ تشکیک کی علامت ہے۔
"زمینی زمانی" الفاظ دنیاوی نظام اور وقتی حقیقتوں کی بے ثباتی کو ظاہر کرتے ہیں، جس سے وجودی تشکیک پیدا ہوتی ہے۔
شاعر حقیقت اور سراب کے درمیان فرق قائم کرتے ہوئے دنیا کی ظاہری سچائیوں کو مشکوک بنا دیتا ہے۔

تجسیم کر کے خواب کی دنیا ہے جاوداں
تسلیم کر کے عالمِ فانی فریب ہے(11)

شاعر دنیا کو "فریب" قرار دے کر اس کی دائمی حقیقت سے انکار کرتا ہے، جو وجودی تشکیک کی علامت ہے۔
خواب کی دنیا کو جاوداں کہنا حقیقت اور خیال کے درمیان حد کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ شعر میں دنیاوی زندگی کو عارضی اور دھوکا تصور کیا گیا ہے، جس سے فلسفیانہ تشکیک پیدا ہوتی ہے۔
شاعر ایک ایسی سوچ پیش کرتا ہے جس میں انسان ظاہری دنیا کی صداقت پر مطمئن نہیں رہتا بلکہ کسی بلند تر حقیقت کی تلاش میں دکھائی دیتا ہے۔

سب کچھ فنا ہے تو یہ مسافت ہے کس لیے
کس شے کی جستجو ہے اگر کوئی شے نہیں(12)

شاعر زندگی کی جدوجہد اور سفر کی معنویت پر شک ظاہر کرتا ہے۔ اگر ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو پھر خواہش، تلاش اور کوشش کی حقیقت کیا ہے؟ یہ وجودی اضطراب شعر میں نمایاں ہے۔ شاعر انسانی خواہشات اور تلاش کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے ان کی افادیت پر شبہ کرتا ہے۔ شعر میں زندگی، فنا اور مقصدِ وجود جیسے بنیادی فلسفیانہ سوالات اٹھائے گئے ہیں، جو تشکیک کی فکری جہت کو ظاہر کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1. خورشید رضوی، مشمولہ، دھنک دھوئیں سے اٹھی، از شاہد ذکی، کولاج، کراچی، 2018، فلیپ
2. وقار خان، ڈاکٹر، شاہد ذکی کی شاعری، سلام اردو، ادبی صفحہ، 23 جنوری 2020ء
https://salamurdu.com/category/urdu-poetry/shahid-zaki

3. ساحل سلہری، "معاصر اُردو غزل میں شاہد ذکی کی تازہ کاری،" سلام اردو، ادبی صفحہ، 29 ستمبر 2021،

https://salamurdu.com/shahid-zaki-taaza-kaari.html/amp

4.شاہد ذکی، دھنک دھوئیں سے اٹھی، کولاج، کراچی،2018، ص،31

5.ایضاً، ص،125

6.ایضاً، ص،134

7.ایضاً، ص،137

8.ایضاً، ص،164

9.ایضاً، ص،166

10.ایضاً، ص،176

11.ایضاً، ص،177

12.ایضاً، ص،180